مختصر حالات

سید احمد رفاعی قدس سرہ

جمع وترتیب: مدثر جمال تونسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی آلہ وصحبہ الطیبین الطاھرین

اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جو نعمتیں عطاء فرمائی ہیں ان میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے دوست اور نیک بندوں کی محبت ونسبت عنایت فرمائی ہے۔

انہیں اولیاء صادقین اور صوفیاء کاملین میں سے ایک سلطان الزاہدین شیخ العارفین امام سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ (متوفی ۵۷۸ھ) بھی ہیں اور بندہ ناچیز مدثر جمال تونسوی عفی عنہ اپنے ایک شیخ دکتور ہیثم الحمادی الرفاعی الحموی الشامی حفظہ اللہ تعالیٰ کے توسط سے امام رفاعی کے سلسلۂ مبارکہ احمدیہ رفاعیہ میں بیعت اور مُجازِ تلقینِ اوراد ہے۔ الحمدللہ علی ذلک

اس لیے دل میں خواہش تھی کہ اس سلسلہ مبارکہ رفاعیہ کے بانی وبزرگ امام احمد رفاعی قدس اللہ سرہ کے کچھ حالات مرتب کیے جائیں۔ پھر خوش قسمتی کی بات یہ ہوئی کہ اس سلسلے میں اپنے اکابر میں سے مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بنیان مشید'' سامنے آئی جو درحقیقت امام رفاعی قدس اللہ سرہ کے افادات ومجالس علمیہ پر مشتمل ایک کتاب ''البرہان المؤید'' کا اردو ترجمہ تھی اور اس میں ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ یہ ترجمہ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرنگرانی اور مشورے سے پایہ تکمیل تک پہنچا تھا۔ چنانچہ اس کتاب کو دیکھا تو اس کے شروع میں امام رفاعی قدس اللہ سرہ کے حالات بھی اردو میں موجود تھے۔ اس لیے اسی مضمون کو اصل بنا کر یہ مختصر سا مضمون

مرتب کیا ہے جس میں امام رفاعی قدس اللہ سرہ کا ابتدائی جامع تعارف نہایت صاف صاف سامنے آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ انہ ولی ذلک والقادر علیہ

☆.....☆.....☆

شیخ العارفین حضرت سید احمد رفاعی حسینی قدس اللہ سرہ کے کمالات وفضائل علماء وصوفیاء میں یکساں مقبول ہیں اور سب ہی اس کے معترف ہیں۔ اس حقیقت کے اظہار کے لیے نامور محدث ومحقق امام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے وہ القاب ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے حضرت سید احمد رفاعی کے حالات درج کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں تحریر کیے ہیں:

امام ذہبی ''تاریخ الاسلام'' میں لکھتے ہیں: **الزاهد الكبير، سلطان العارفين فی زمانه ابو العباس الرفاعی المغربی رضی الله عنه**

جبکہ موصوف اپنی دوسری کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں لکھتے ہیں:

الامام القدوة العابد الزاهدشيخ العارفين ابو العباس احمد بن ابی الحسن علی

آپ کا نام مبارک سید احمد، کنیت ابو العباس اور ''محی الدین'' لقب تھا۔

چونکہ آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام ''رفاعہ'' تھا، تو اُن کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے ''رفاعی'' کی نسبت سے مشہور ہیں اور نسباً شہیدِ کربلا حضرت سیدنا اِمام حسین بن سیدنا امام علی رضی اللہ عنہما کی اَولاد میں سے ہیں، اور اسی وجہ سے ''حسینی'' بھی کہلاتے ہیں اور چونکہ مسائلِ فقہیہ میں آپ امام محمد بن ادریس شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پابند تھے، اس وجہ سے ''شافعی'' کہلاتے ہیں۔

مقام وتاریخ ولادت:

آپ ۱۵ رجب المرجب ۵۱۲ھ کو مقامِ حسن میں پیدا ہوئے جو ''ام عبیدہ'' کے قریب

عراق کے مشہور شہر ''واسط'' کے نواح میں واقع ہے۔

آپ کے زمانۂ ولادت میں خلفاءِ عباسیہ میں سے خلیفۃ المسلمین مسترشد باللہ سریر آراءِ خلافت تھے۔

پیدائش سے قبل خوشخبری:

حضرت سید احمد کبیر صاحب رفاعی کی پیدائش سے قبل ہی سرکارِ دو عالم ﷺ نے آپ کے ماموں شیخ منصور بطائحی نوراللہ مرقدہ کو آپ کی پیدائش کی بشارت سنادی تھی۔ پیدائش سے چالیس دن پہلے ایک رات شیخ منصور نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے منصور! چالیس دن کے بعد تیری بہن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام احمد رکھنا، اولیاء کرام میں وہ ایسا ہی سردار ہوگا جس طرح کہ میں انبیاء کا سردار ہوں اور جب وہ ہوشیار ہو جائے تو تعلیم کے واسطے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیج دینا اور اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا۔

چنانچہ اس خواب کے پورے چالیس دن بعد آپ ''مقام حسن'' میں پیدا ہوئے اور پھر والد محترم کی وفات کی وجہ سے بظاہر آپ کی تعلیم و تربیت کا کوئی سہارا نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ کے ماموں حضرت شیخ منصور بطائحی قدس سرہ نے آپ کو مع آپ کی والدہ محترمہ کے اپنے پاس بلالیا اور سرکار دو عالم ﷺ کی ہدایت کے موافق تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ کی۔

قرآن پاک تو آپ نے مقام حسن میں ہی شیخ عبدالسمیع صاحب کے پاس حفظ یاد کرلیا تھا۔ کچھ دن کے بعد آپ کے ماموں حضرت شیخ منصور بطائحی نے سرکار دو عالم ﷺ

کی ہدایت کے موافق ''واسط'' میں زبدۃ العلماء شیخ علی ابوالفضل قاری واسطی کی خدمت میں تحصیل علم کے واسطے آپ کو بھیج دیا۔ شیخ علی واسطی نے بھی آپ کی تعلیم وتربیت میں خاص توجہ سے سعی کی۔

حضرت سید احمد کبیر صاحب رفاعی قدس سرہ میں بچپن سے ہی صلاحیت وسعادت مندی اور زہد واتقاء کے آثار پائے جاتے تھے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ

بالائے سرش ز ہوش مندی

می تافت ستارہ بلندی

چنانچہ آپ کی محترمہ ہمشیرہ سید صالحہ جو نہایت عابدہ زاہدہ اور پرہیز گار خاتون تھیں وہ فرماتی ہیں کہ سید صاحب جس وقت شیر خوار تھے تو رمضان کے مہینے میں کبھی دن میں دودھ نہ پیتے تھے۔ چنانچہ اول اول تو یہ خیال کیا کہ شاید اس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کا دودھ کسی وجہ سے نہ پیا ہو، تب دوسری عورت کو دیا گیا مگر آپ نے اس کا دودھ بھی نہ پیا، اسی طرح چند عورتوں نے دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا، ہاں مغرب کے بعد آپ دودھ پیتے تھے۔

جب ذرا ہوشیار ہوئے تو کھیل کود کی طرف بھی آپ کو بالکل توجہ نہ تھی۔ اسی سبب سے بہت تھوڑی مدت میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور جب آپ تحصیل علم کے لیے عراق کے مشہور شہر ''واسط'' میں گئے تو وہاں بھی ایسی محنت اور توجہ سے پڑھا کہ بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی، منطق، فلسفہ وغیرہ غرض تمام فنون مروجہ کی تکمیل کرلی اور آپ کے استاد محترم نے آپ کو حدیث شریف اور

دیگر علوم کی سند اور اجازت عطاء کی۔

آپ شیخ علی القاری واسطی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت شیخ ابوبکر واسطی اور شیخ عبدالملک الحربونی کے درس میں بھی شریک ہوئے تھے جو اس زمانہ کے علماء میں نہایت باکمال مشہور تھے اور اپنے علم وفضل کی وجہ سے مرجع خلائق تھے۔

غرض جب حضرت سید احمد رفاعی صاحب نے علوم دینیہ کی تکمیل کر لی اور آپ کے اساتذہ نے سند اور اجازت عطا کی تو آپ نے بھی وہاں ہی سلسلہ تدریس شروع کر دیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں شیخ منصور بطائحی صاحب سے علوم باطنیہ کی تحصیل بھی شروع کر دی۔ لطف خداوندی اور مناسبت طبعی کی وجہ سے آپ نے اس فن شریف یعنی علوم باطنیہ میں بھی بہت جلد کمال حاصل کر لیا۔

اِدھر تو علوم ظاہری میں آپ کی خداداد قابلیت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کا شہرہ ہوا اور بڑے بڑے علماء وفضلاء آپ کے درس میں استفادہ کے لیے حاضر ہونے لگے، اور اُدھر جب آپ نے نصابِ طریقت اور سلوک ومعرفت کے مدارج عالیہ کو طے کر لیا اور آپ کے زہد واتقاء اور پارسائی کا خاص وعام میں شہرہ ہو گیا اور آپ کے ماموں صاحب نے خرقہ سجادگی پہنا کر ''خانقاہِ ام عبیدہ'' میں آپ کو بلا لیا تا کہ آپ وہاں رہ کر لوگوں کو ہدایت ورہنمائی کریں اور اپنے علوم ظاہری وباطنی سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، تب تو آپ سے استفادہ کے لیے اللہ کی مخلوق ٹوٹ پڑی اور خانقاہ ام عبیدہ میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں علماء وفقراء تحصیلِ علم اور تزکیۂ باطن کے واسطے رہنے لگے۔

خانقاہ مبارک میں جتنے آدمی رہتے تھے سب کے کھانے پینے کا انتظام آپ کی طرف

سے ہوتا تھا تا کہ سالکین اور طلباء فراغِ قلب اور اطمینان سے حصولِ مقصد میں لگے رہیں اور فکر معاش میں مبتلا ہو کر ذکرِ خداوندی سے غافل نہ ہوں۔

بعض مستند اور ثقہ اہل علم بیان کرتے ہیں کہ بعض ایام میں ہم نے دیکھا کہ دس ہزار آدمیوں کا مجمع خانقاہ میں تھا اور سب کی مہمانی آپ کے لنگر خانہ سے ہوتی تھی۔

علامہ اِبن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں ۱۵ شعبان کو حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس خانقاہ ام عبیدہ میں تقریباً ایک لاکھ انسان جمع تھے اور سب کے قیام وطعام کا انتظام سید صاحب کی جانب سے تھا۔

اخلاق وعادات:

آپ کے اخلاق وعادات تمام وکمال اَخلاقِ محمد ﷺ کا نمونہ تھے۔ عجز وانکسار اور تواضع ومسکینیت آپ میں حد سے زیادہ تھی۔ چناچہ آپ خود فرماتے تھے کہ میں نے سلوک ومعرف کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باریابی کے لیے تواضع وانکساری سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا، اسی واسطے میں نے اسی طریقے کو اپنے واسطے پسند کیا۔

اتباع سنت:

اِتباع سنت کے آپ خود بھی بہت پابند تھے اور خدام کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ دنیا کمانے والے مکار صوفی منش لوگوں نے شریعت کے خلاف جو باتیں اِیجاد کر رکھی تھیں، آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کو کوشش فرماتے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ لباس اور طعام میں سادگی کو پسند فرماتے تھے۔ دنیاوی تکلفات اور سامان تعیش سے نفرت تھی۔

طبیعت میں شرم وحیا بہت غالب تھی حتی کہ عادتِ مبارکہ یہ ہوگئی تھی کہ پہنے ہوئے کپڑے جب میلے ہوجاتے تو آپ خود دریا میں اتر کر بدن پر ہی پکڑوں کو مل کر صاف کر لیتے اور پھر دھوپ میں کھڑے ہوکر کپڑوں کو سکھاتے اور جب تک کپڑے سوکھ نہ جاتے تو آپ دھوپ میں ہی کھڑے رہتے۔

ابتداء میں آپ پر عالمانہ کیفیت کا غلبہ تھا اور تعلیم وتدریس ہی آپ کا مشغلہ تھا مگر اس کے ساتھ آپ اپنے ماموں شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف اور معرفت کی تحصیل بھی کرتے تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں عرفان وسلوک کے مدارج عالیہ کو طے کر کے عارفِ کامل بن گئے اور حضرت شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے میں اپنے انتقال سے ایک سال پہلے خلافت عطا کر کے خرقہ پہنا دیا اور خانقاہ ام عبیدہ میں آپ کو جانشین بنا دیا اور اس سلسلے کے دیگر مشائخ وسالکین کو آپ نے ہدایت کی کہ آئندہ وہ حضرت سید احمد رفاعی قدہ سرہ سے رجوع کریں اور انہیں کو اپنا شیخ سمجھ کر استفادہ کریں۔ چنانچہ شیخ کی وفات کے بعد آپ کے فضل وکمال اور اتقاء وریاضت کا اس قدر شہرہ ہوا کہ دور دور سے لوگ رُشد وہدایت کی تلاش میں آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہوکر کامیاب اور بامراد جاتے۔

علامہ شیخ بن مہذب اپنی کتاب عجائب واسط میں لکھتے ہیں کہ آپ کی آخر عمر میں آپ کے خلفاء کی تعداد اسی ہزار ایک سو تھی۔ عراق کا کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں آپ کے دو چار خلیفہ نہ ہوں اور عقیدت مند مریدوں کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ آپ کے بعض خلفاء اور مشائخ نے اور ان کے بعد بھی بہت سے بزرگوں نے آپ کے حالات ومناقب میں متعدد کتابیں

تصنیف کیں۔

افادات وتعلیمات:

اگر چہ آپ کو تالیف کی طرف خاص توجہ نہ تھی البتہ اکثر مجالس میں اور کبھی مساجد میں وعظ فرماتے تھے یا روزہ مرہ کی گفتگو میں خلفاء کو نصائح فرماتے تھے تو آپ کی اجازت یا ایما سے آپ کے خدام اس کو قلمبند کر لیتے اس طرح چند کتابیں آپ کی تصنیف سے مشہور اور موسوم ہیں جن کے نام یہ ہیں:

مجالس الاحمدیہ۔ کتاب الحکم۔ البریان المومید۔

البرہان المومید کتاب کا اردو ترجمہ محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر بنیان مشید کے نام سے کیا جو کہ شائع شدہ ہے، جس کے بارے میں کہا گیا ہے یہ کتاب عالمانہ نصائح اور صوفیانہ حقائق اور معارف کا ایک بے قیمت خزانہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تقریب خداوندی میں آپ کو وہ مرتبہ عطا کیا گیا تھا جو کسی دوسرے ولی اللہ کو میسر نہ آیا ہوگا۔

مشہور کرامت:

آپ علمِ شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ آپ سے بہت سی عجیب باتیں بطور کرامت صادر ہوئیں جن سے آپ کے علوئے مرتبت اور تقرب الٰہی کا حال معلوم ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ نادر اور مشہور کرامت آپ کی یہ ہے کہ جب آپ ۵۵۵ھ میں زیارتِ بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو سرکارِ رسالت پناہ ﷺ کے روضہ مقدس کی زیارت

کے لیے بھی حاضر ہوئے۔ گنبدِ خضرا کے قریب پہنچ کر آپ نے بآواز بلند کہا:

السلام علیک یا جدی

اے میرے نانا جی آپ پر سلام!

تب فوراً روضۂ اطہر ﷺ سے ندا آئی کہ:

علیک السلام یا ولدی

اے میرے بیٹے تم پر بھی سلام

اس نداءِ مبارک کو سن کر آپ پر گویا وجد طاری ہو گیا۔ آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے، سب نے آواز کو سنا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے روتے ہوئے یہ دو شعر پڑھے:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی و هی نائبتی
و هذه دولة الاشباح قد حضرت
فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

ترجمہ: جدائی و دوری کی حالت میں تو اپنی روح کو روضۂ اطہر ﷺ پر بھیجا تھا تا کہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل کر لے۔ اور اب جبکہ یہ دولت دیدار مجھے اصالۃً حاصل ہے تو آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجئے تا کہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔

چنانچہ اسی وقت قبر مطہر ﷺ سے دستِ مبارک باہر نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا۔

اس وقت روضہ مقدس ﷺ اور اس کے آس پاس تقریباً نوے ہزار عاشقانِ جمال محمدی، ومشتاقانِ روضۂ نبوی کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سنا اور ان میں سے کتنے ہی خوش نصیب ایسے تھے، جو سرکارِ کائنات فخر موجودات ﷺ کے دستِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہیں میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ اور حضرت شیخ عدی بن مسافر اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے۔ اس واقعہ کو اس کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ کی بہت سی عجیب کرامتیں ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اس واسطے صرف اسی واقعہ پر اکتفا کرتے ہیں اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس کے بعد کسی چیز کے ذکر کی حاجت بھی نہیں ہے۔

خدمتِ خلق:

علامہ زین الدین محمد عبدالرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ'' میں لکھا ہے کہ: امام رفاعی خاص طور پر جذامی مریضوں اور پیدائشی اندھوں کی خدمت کیا کرتے۔ ان کے کپڑے دھو دیتے، انہیں نہلاتے، ان کے سر سے جوئیں چنتے اور انہیں کنگھا کرتے، ان کے لیے کھانا تیار کرا کے انہیں کھلاتے، اور پھر ان سے اپنے لیے دعاء کراتے، اور یہ بھی فرماتے کہ ایسے لوگوں کی زیارت اور خدمت صرف مستحب نہیں بلکہ فرض ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرے تو بچے ان سے ڈر کر کھیل چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ آپ نے ان سب کو اپنے پاس بلا کر جمع کیا اور یہ کہتے ہوئے

معافی مانگی کہ مجھے معاف کردو کہ میری وجہ سے تمہیں خوف اور ڈر محسوس ہوا۔

نکاح واولاد:

آپ کی پہلی شادی حضرت شیخ ابو بکر انصاری بخاری کی صاحبزادی سیدہ خدیجہ انصاریہ سے ہوئی جو نہایت نیک طبیعت عبادت گزار خاتون تھیں۔ان کے بطن سے دو صاحبزادیاں فاطمہ اور زینب پیدا ہوئیں پھر جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو آپ نے ان کی بہن حضرت رابعہ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے ایک فرزند قطب الدین پیدا ہوئے جو سترہ سال کی عمر میں اپنے شفیق باپ سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔

آپ کی صاحبزادیوں کی شادیاں آپ کے ہم جد چچا زاد بھائی اور ہمشیرہ زادہ سے ہوئیں جن کے نام مہذب الدولہ علی بن سیف الدین اور ممہد الدولہ عبدالرحیم ہیں۔ان دونوں صاحبزادیوں سے آپ کا سلسلہ نسب چلا اور انہی سے آپ کی اولاد میں بھی بڑے بڑے عالم وفاضل اور باکمال بزرگ پیدا ہوئے۔اگرچہ بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے فرزند قطب الدین صالح نے ایک لڑکا چھوڑا تھا جس سے اولاد کا سلسلہ چلا مگر یہ قول صحیح نہیں۔درست قول یہی ہے کہ آپ کے صاحبزادہ لاولد فوت ہوئے اور آپ کا سلسلۂ نسب صاحبزادیوں سے ہی چلا۔

وفات:

آپ نے تمام عمر اس دار فانی میں رہ کر خلق اللہ کی خدمت کی اور ۵۷۸ھ میں آپ نے اس عالمِ فانی کو چھوڑ کر عالَم بقا کا سفر اختیار کیا۔نور اللہ مرقدہ

آپ کی وفات کی خبر فرشتۂ غیب نے اطراف ونواح ام عبیدہ میں مشہور کر دی اور لوگ

دور دور سے آپ کی آخری زیارت اور نماز جنازہ کی شرکت کے لیے ام عبیدہ میں جمع ہونے لگے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ کی نماز جنازہ کے وقت تقریباً ۹ لاکھ مرد عورت کا مجمع تھا۔ بعد نماز آپ کی میت کو ام عبیدہ کی اسی خانقاہ میں سپرد خاک کیا گیا جس میں آپ کے نانا صاحب کا مزار تھا۔

عارف باللہ سید سراج الدین رفاعی نے ایک شعر میں آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور عمر کی مقدار بھی لکھی ہے۔

ولادتہ بشریٰ و للّٰہ عمرہ

و جاءت بشری اللّٰہ بالقرب و الزلفیٰ

ترجمہ: ''ان کی پیدائش ایک خوشخبری تھی اور ان کی تمام عمر اللہ کے لیے تھی اور پھر ان کی موت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب اور نزدیکی کی خوشخبری بن کر آئی۔''

آپ کی ولادت خدا کی طرف سے بشارت تھی اور آپ کی عمر اللہ کے واسطے تھی اور آپ کے تقرب الٰہی کی بھی خدا کی طرف سے خوشخبری تھی۔

لفظ بشری (عدد ۵۱۲) سے تاریخِ ولادت نکلتی ہے اور لفظ ''اللہ'' کے عدد (۶۶) آپ کی عمر پر دلالت کرتے ہیں اور ''بشری اللہ'' (عدد ۵۷۸) سے سالِ وفات معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ: زیادہ تر حالات ''بنیان مشید اردو ترجمہ البرہان الموید'' مولفہ مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے سے ماخوذ ہیں۔

○.....○.....○